(Urdu)

1642/10181

विभाग मंत्रालय

_______________ DEPARTMENT/MINISTRY

शाखा

_______________ BRANCH

मंत्रणा संग्रह

Consultation/Collection _______________

संख्या

No. 2609 5/H

दिनांक

Date 2609 — 5 — P

विषय

Subject _______________

पूर्व निर्देश

Previous reference

बाद का निर्देश

Later reference

Microfilm

IMPERIAL RECORD DEPARTMENT
16 MAY 1930

Azadi ka Phul
1 Copy
47

بندے ماترم

انقلاب زندہ باد کی لہر

عرف

آزادی کا پھول

مؤلفہ
ایس۔ پی

ملنے کا پتہ
بھائی شو پرشاد سیٹھ بک سیلرز اینڈ پبلیشرز بازار دینا ناتھ۔
سہارنپور

بار اول   قیمت   فی جلد   (۱/)

(مطبوعہ فاروقی پریس [illegible] باہتمام [illegible])

NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No 2609
Date 24.2.72
GOVT. OF INDIA

از رام پرشاد صاحب بسمل شہید کاکوری

مرغ دل مت رو یہاں آنسو بہانا ہے منع
عندلیبوں کو قفس میں چہچہانا ہے منع

ہائے جلادی تو دیکھو کہہ رہا صیاد یہ
وقت ذبح بلبلوں کو پھڑپھڑانا ہے منع

وقت ذبح جانوروں کو پانی دیتے ہیں پلا
حضرت انسان کو پانی پلانا ہے منع

میرے خوں سے ہاتھ رنگ کے بولے کیا اچھا ہے رنگ
اب ہمیں تو تم سے پھر رنگ لگانا ہے منع

اے مرے زخم جگر ناسور بنتا ہے تو بن
کیا کروں اس زخم پر مرہم لگانا ہے منع

خون دل پیتے ہیں اصغر کھاتے ہیں لخت جگر
اس قفس میں قیدیوں کو آب و دانہ ہے منع

میں قومی دیوانہ ہوں یہ نام اپنا لکھا دونگا

اگر زندہ رہا کچھ دن تو دنیا کو دکھا دوں گا
کسے حب وطن کہتے ہیں یہ سب کو سکھا دونگا

خوشامد میں کبھی سیکھا نہیں انسان کی کرنا
صداقت پر بلاشک ہی مگر سر کو کٹا دونگا

کبھی بھی پالیسی سے کام لینے کا نہ ہوں قائل
یہ مکاری ہے ہر ایک خانہ سے مٹا دونگا

چمن جو قوم کا سوکھا پڑا ہے ایک مدت سے
اسے اب خون سے سینچکر گلشن بنا دوں گا

کوئی گر نام میرا چاہے گا تحریر میں لانا
میں قومی دیوانہ ہوں یہ نام اپنا لکھا دونگا

دور تک یاد وطن آئی تھی سمجھانیکو

از رام پرشاد بسمل شہید کاکوری

حیف جس پہ کہ ہم تیار تھے مر جانے کو　　یکایک ہم سے چھڑایا اس کاشانے کو
آسمان کیا یہ ہی باقی تھا غضب ڈھانیکو　　لا کے غربت مین جو رکھا ہمین تڑپانیکو
کیا کوئی اور بہانہ تھا ترسانے کو

پھر نہ گلشن مین ہمین لائیگا صیاد کبھی　　کیون سنےگا تو ہماری کوئی فریاد کبھی
یاد آئیگا کسے یہ دل ناشاد کبھی　　ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی
اب تو کاہے کو ملے گی یہ ہوا کھانے کو

دل فدا کرتے ہین قربان جگر کرتے ہین　　پاس جو کچھ ہے وہ ماتا کے نذر کرتے ہین
خانہ ویران دیکھئے کہان گھر کرتے ہین　　خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین
جا کے آباد کرین گے کسی ویرانے کو

دیکھئے کب تک یہ اسیران مصیبت چھوٹین　　مادر ہند کے اب بھاگ کھلیں یا پھوٹین
دیش سیوک سبھی اب جیل مین مونجین کوٹین　　ہم یہان عیش سے دن رات بہارین لوٹین
کیون نہ ترجیح دین اس جینے سے مرجانے کو

کوئی ماتا کی امیدون پہ نہ ڈالے پانی　　زندگی بھر کو ہمین بھیجکر کالے پانی
منہ مین جلاد ہوئے جاتے ہین چھٹا پانی　　آب خنجر کا پلا کر کے دعا لے پانی
بھرنے کیون جائین ہم اس عمر کے پیمانہ کو

ہم بھی آرام اٹھا سکتے تھے گھر پر رہ کر　　ہمکو بھی پالا تھا مان باپ نے دکھ سہ سہ کر
وقت رخصت انہین اتنا بھی نہ آئے کہکر　　گود مین آنسو کبھی ٹپکے جو رخ سے بہکر

طفل ان کو ہی سمجھ اپنا جی بہلانے کو

دیش سیوا ہی کا بہتا ہے لہو نس نس مین
اب تو کھا بیٹھے ہین چتوڑ کے گڑھ کی قسمین
سرفروشی کی ادا ہوتی ہین یونہی رسمین
بھائی خنجر سے گلے ملتے ہین سب آپس مین
بہنین تیار چتاؤن مین ہین جل جانے کو

نوجوانو جو طبیعت مین تمہاری کھٹکے
یاد کر لینا کبھی ہم کو بھی بھولے بھٹکے
آپ کے عضو بدن ہووین جدا کٹ کٹ کے
اور صد چاک ہو ماتا کا کلیجہ پھٹ کے
پر نہ ماتھے پہ شکن آئے قسم کھانے کو

اپنی قسمت مین ازل سے ہی ستم لکھا تھا
رنج رکھا تھا محن رکھا تھا غم رکھا تھا
کسکو پرواہ تھی اور کسمین یہ دم رکھا تھا
ہمنے جب وادئ غربت مین قدم رکھا تھا
دور تک یاد وطن آئی تھی سمجھانے کو

اپنا کچھ غم نہین ہے پر یہ خیال آتا ہے
مادر ہند پہ کب تک یہ زوال آتا ہے
دیش آزادی کا کب ہند مین سال آتا ہے
قوم اپنی پہ تو رہ رہ کے ملال آتا ہے
منتظر رہتے ہین ہم خاک مین مل جانے کو

میکدہ کسکا ہے یہ جام و سبو کسکا ہے
وار کسکا ہے مری جان یہ گلو کسکا ہے
جو بہے قوم کی خاطر وہ لہو کسکا ہے
آسمان صاف بتا دے تو عدو کسکا ہے
کیون نئے رنگ بدلتا ہے تو تڑپانے کو

دردمندون سے مصیبت کی حلاوت پوچھو
مرنے والون سے ذرا لطف شہادت پوچھو
چشم مشتاق سے کچھ دید کی حسرت پوچھو
کشتۂ ناز سے ٹھوکر کی قیامت پوچھو
سوز کہتے ہین کسے پوچھو تو پروانے کو

بات تو جب ہے کہ اس بات کی ضد پر اڑ جائیں — قوم کے واسطے قربان کریں سب جانیں
لاکھ سمجھائے کوئی ایک نہ اسکی مانیں — خون سے مت اپنا گریبان سجانے
ناصحا آگ لگے تیرے اس سمجھانے کو

نہ میسر ہوا راحت میں کبھی میل ہمیں — جان پر کھیل کے نہ آیا کوئی کھیل ہمیں
ایک دن کو بھی نہ منظور ہوئی بیل ہمیں — یاد آئیگا بہت لکھنؤ کا جیل ہمیں
لوگ تو بھول ہی جائینگے اس افسانے کو

نوجوانو وقت ہے اٹھو کھل کھیلو — خدمت قوم میں جو بلا آئے خوشی سے جھیلو
دیش کی صدق میں ماتا کو جوانی دیدو — پھر ملیگی نہ یہ ماتا کی دعا میں لے لو
دیکھیں کون آتا ہے ارشاد بجا لانے کو

قسمت کا کبھی میرے بھی چمکے گا ستارا

عریانی نہ حیرانی نہ تھے پاؤں میں چھالے — ہم بھی تھے کبھی بڑے نازوں کے پالے
تیل کھایا ہستی میں لگی آزادی درخت — اللہ یہ دن اپنے تو دشمن پر نہ ڈالے
مارا ہے مٹایا ہے ہمیں آہ انہیں نے — کر بیٹھے تھے ہم جان و جگر جنکے حوالے
ہم نے تو ہمیشہ تیری خوش نوائی چاہی — خود بگڑے مگر کام تیرے سارے سنبھالے
اسکا یہ صلا ہم کو ملا اُف رے محبت — برباد کیا ڈال دیا جان کے لالے
بے بس ہوئے ذلیل ہوئے گھٹ تو چکے ہم — اب اور قیامت تھی جو ڈھانا ہو سو ڈھالے
سوگند ہے تجھکو تیرے جور و جفا کی — جی بھر کے ہمیں جتنا ستانا ہے ستالے
قسمت کا کبھی میرے بھی چمکے گا ستارا — ہم بھی کبھی دیکھیں گے آزادی کا ستارا

بڑھے گی لہر جب تب ترے سر چڑھکے کہیگی
تھاز یرپر بجلی یہ لاچار تھے کاے۔

پوچھ لے خود موت سے ہے کوچۂ قاتل کہاں

از رام پرشاد صاحب بسمل شہید کاکوری

مٹ گیا داغ جگر وہ رنگ بجھے دل کہاں — بجھ گئی جب شمع تو پھر رونق محفل کہاں
ہم ترے گھر سے چلے آئے تو ظاہر ہو گیا — زندگی آسان کہاں ہے زندگی مشکل کہاں
جا رہے تھے وادیٔ الفت میں اطمینان سے — چلنے والے کو خیال دوریٔ منزل کہاں
ڈوبنے والے کو اے باد مخالف کیا خبر — میں کہاں کشتی کہاں دریا کہاں ساحل کہاں
اون کا دل ملجائے مرے دل سے یہ دشوار ہے — آجتک ملتے ہوئے دیکھے کسی نے دل کہاں
مرنے والے کو جو حسرت جلد مرجانیکی ہو — پوچھ لے خود موت سے ہی کوچۂ قاتل کہاں
ملتے اہل دل یہ کہتے ہیں مرا دل دیکھکر — دل تو ہے پہلو میں سب کے لیکن ایسا دل کہاں
میں یہ کہتا ہوں شریک بزم مجھکو سمجھیے — وہ یہ فرماتے ہیں مجھسی تو ہے اس قابل کہاں
پہلی منزل کا پتہ ہمکو ہوے مل گیا — ہے اب اسکی جستجو ہے آخری منزل کہاں

کل تو یوں بیخود نہ تھے بے دل نہ تھے بے دم نہ تھے
آج بسمل ہوگئے تم حضرت بسمل کہاں

آخری شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ

از رام پرشاد صاحب بسمل شہید کاکوری

مٹ گیا جب مٹنے والا پھر سلام آیا تو کیا
دل کی بربادی کے بعد انکا پیام آیا تو کیا

کاش اپنی زندگی مین ہم یہ منظر دیکھتے
بر سر تربت کوئی محشر خرام آیا تو کیا

مٹ گئی سب اُمیدین مِٹ گئے سارے خیال
اُس گھڑی گر نامہ بر لیکر پیام آیا تو کیا

اے دلِ ناکام مٹ جا اب تو کوئے یار مین
پھر میری ناکامیون کے بعد کام آیا تو کیا

آخری شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم گر کوئی بالائے بام آیا تو کیا

رونقِ محفل ہو کیا جب شمعِ محفل مین نہیں

از رام پرشاد صاحب بسمل شہید کاکوری

داغ الفت کا ہمارے خانۂ دل مین نہین
رونقِ محفل ہو کیا جب شمعِ محفل مین نہین

تم کبھی آ کر جو دیکھو تو تمہین معلوم ہو
اب وہ دنیائے تمنا کیون میرے دل مین نہین

کر دیا شاید ہوائے شوق نے برباد اسے
خاک پروانون کی چٹکی بھر بھی محفل مین نہین

دل اگر مشکل مین ہے تو جان بھی مشکل مین ہے
دل نہین مشکل مین تو پھر جان بھی مشکل مین نہین

ہمنے دیکھا آزما یا جا کے جا بیجا چند بار
پوچھنے والا بھی کوئی انکی محفل مین نہین

کل یہ رونا تھا کہ لاکھون آرزوئین دل مین ہین
آج یہ رونا ہے کوئی آرزو دل مین نہین۔

شمع کے بجھتے ہی پروانے بھی رخصت ہو گئے
کوئی مٹنے کیلئے اب انکی محفل مین نہین

اُسکا نور اُسکا ظہور اُسکا قیام اُسکا مقام
کون سے گھر مین نہین یا کون سے دل مین نہین

کس پتنگے نے یہ دی ہے شمع جل کر بد دعا
تمکو روشنی کے سوا کوئی کام محفل مین نہین

دیکھ لونگا مین کسی دن صورت آئینہ گر
میل اگر اے ہمنشین آئینۂ دل مین نہین

عیب جویانِ جہان ہون ولیکن دیتا ہون دعا
سچ وہ کہتے ہین کہ خوبی کوئی بسمل مین نہین

دلِ پُرسوز بلبل سے کہان یادِ چمن نکلے

ہمارے دل سے کیسے جذبۂ حبِ وطن نکلے
دلِ پرسوز بلبل سے کہان یادِ چمن نکلے

نہ پائی چین زیر گنبدِ گردون گھڑی بھر بھی
نرالے ہم ہین دنیا مین گرفتارِ محن نکلے

اٹھا رکھی کسر کوئی نہ ہم نے جان نثاری مین
مگر پھر بھی وہ بڑے پیمان شکن نکلے

کھلا عقدہ یہ آخر ہمیہ روزِ لقا دن
نہین وہ با عمل جتنے کہ وہ شیرین سخن نکلے

ازل مین غیر کے حصے مین عیش دو جہان آیا
مگر اپنے نصیبہ مین فقط طوق و رسن نکلے

قسم کھائی ہے جب تجھا کی قدرت کے شانون نے
کہان پھر زلفِ محبوب تمنائے شکن نکلے

ابھی آباد ہو جاتا ہے اُجڑا گلستان میرا

مین بلبل ہون اسی گل کا یہی ہے گلستان میرا
یہین سے تنکے چن چن کر بنا ہے آشیان میرا

مین ہندی ہند کا مالک ہے ملک ہند ہندی کا
یہی قول عیان میرا یہی راز نہان میرا

میری ہستی لگی ہے جس سے میرا رشتہ ہمالہ سے
ہے عقیدت آستان میرا ہمالہ کا ہین نشان میرا

میرا پورب ہے وہ پچھم ہے اتر ہے وہ دکھن ہے
یہ گھر کی چار دیواری وہ گھر ہندوستان میرا

بٹھایا ہے میری غفلت نے جس کو گلشن مین
سمجھتا ہون کہ ہے وہ دشمن جان مہربان میرا

ٹھہر جا اے اجل تو دیکھ لون انجام اس کا بھی
جلا کر راکھ کر ڈالا ہے جس نے خانمان میرا

اگر یہ ہند کے غافل مٹا دین خانہ جنگی کو
ابھی آباد ہو جاتا ہے اُجڑا گلستان میرا

5 جہان مین چاہئے کچھ تجھکو قوت آزادی

نثار ملک پہ ہو جا کہ زندگی ہے یہی — وقار قوم کا ہو۔ تو رہے نہ رہے۔
نہ گھٹنے پائے کسی طرح آبروئے وطن — نہ کر غم اس کا تیری آبرو رہے نہ رہے
اتار پھینک غلامی کا طوق گردن سے — بلا سے اس مین سلامت گلو رہے نہ رہے
جدا کبھی بھی نہ ہو آرزوئے آزادی — دلون مین اور کوئی آرزو رہے نہ رہے
وطن کے غم مین بہا اشک خون تو بہتر ہے — تیری رگون مین روان پھر لہو رہے نہ رہے
جہان مین چاہئے کچھ تجھکو قوت آزادی
نمود سطوت شان عدو رہے نہ رہے

ہلا سکتے ہو اک دنیا کو مل جاؤ اگر دونون

رہین آباد یہ ہندو مسلمانون کے گھر دونون — کہ ہین ہندوستان کی آنکھ کے نور نظر دونون
عبادت گاہ کو مقتل بنا رکھا ہے کیون تمنے — یہ مسجد اور مندر ہین فقط اللہ کے گھر دونون
نہین معلوم یہ تمکو کہ تم مین کتنی طاقت ہے — ہلا سکتے ہو اک دنیا کو مل جاؤ اگر دونون
غضب ہے دشمنی ہو اے اثر شیخ و برہمن مین
ابھی ہین آسمان ہند پر شمس و قمر دونون

وطن کے واسطے جینا وطن کیواسطے مرنا

روا ہے بلبل شیدا چمن کیواسطے مرنا
وطن کیواسطے جینا وطن کیواسطے مرنا

وطن سے دور کیا پردیس جائین حضرت بسمل
نہین بہتر کہین دو گز کفن کیواسطے مرنا

خاک ہونا ہے مجھے خاک کی ہستی کیا ہے
چار دن بعد بتا دونگا کہ ہستی کیا ہے

وہ بلندی پہ ہین آج انکا ستارا ہے بلند
اس سے آگاہ نہین کچھ بھی کہ پستی کیا ہے

نیستی سے انہین آگاہ کرو اے بسمل
جو سمجھتے ہی نہین دلمین کہ ہستی کیا ہے

سرفروشی کو ہین آمادہ جوانان وطن

خالی جائیگی نہ فریاد پریشان وطن
رنگ لائیگا کبھی خون جوانان وطن

آہ اے گردش ایام کہ چورون کی جگہ
ہین عزیزان وطن قیدیٔ زندان وطن

اب تو جھکنا ہی پڑیگا تجھے او پیر فلک
ملک کے نام پہ اُٹھے ہین جوانان وطن

داس نے خون جگر سے اسے سیراب کیا
تشنۂ خون تھی خاک چمنستان وطن

دیکھین دت اور بھگت سنگھ کی صورت کبتک
ہو نگے پامال خزان سنبل و ریحان وطن

تم پہ ہے فخر ہمین گاندھی دہر سے سوا
اے عزیزان وطن مایۂ ایمان وطن

تیغ قاتل کا بھلا ہو کہ ہر گوشہ مین
اس نے آباد کئے گنج شہیدان وطن

امتحان حوصلۂ دل کا نہ لے تو قاتل
سرفروشی کو ہین آمادہ جوانان وطن

دورِ زندان سی ہے پر تمسے نہین دور اختر
اے اسیران وطن شان وطن جان وطن

ہے ہمارا دل بھی پتھر اور جگر فولاد کا

نونہالان وطن یہ وقت ہے امداد کا — سامنا ہے آجکل اس سنگدل جلاد کا
آپ ہی ہین اپنے اعمالون سے بدنام جہان — کب کیا ہے ذکر ہمنے آپ کی بیداد کا
جانتے ہین مقتل حضور مین ناتوانی سا ہے — دیکھنا ہے آج ہمکو حوصلہ صیاد کا
آپکے ترکش مین کوئی تیر باقی رہ گیا ہے — ہے ہمارا دل پتھر اور جگر فولاد کا
جان دیکر قوم پر جو آن اپنی رکھ چلے — جس سے مستقبل بنے گا آپکی بیداد کا
خاتمہ پر ہے خزان دور بہار آنیکو ہے — بلبلو ہر گل کھلے گا گلشن برباد کا

بند پنجڑے مین ہین ہم اور چہچہانا ہے گناہ
کیا عجب تیغِ ستم ہے اس ستم ایجاد کا

شہیدون کی چتاؤن پر لگین گے ہر برس میلے

عروج کامیابی پر کبھی ہندوستان ہوگا — رہا صیاد کے ہاتھون سے اپنا آشیان ہوگا
چکھائینگے مزا بربادی گلشن کے گلچین کو — بہار آجائیگی اسدم جب اپنا باغبان ہوگا
یہ آئے دنکی چھیڑ اچھی نہین اے خنجر قاتل — بتا کب فیصلہ ان کے ہمارے درمیان ہوگا
جدا مت ہو مرے پہلو سے اے درد وطن ہرگز — نہ جانے بعد مردن مین کہان اور تو کہان ہوگا
وطن کی آبرو کا پاس دیکھو کون کرتا ہے — سنا ہے آج مقتل مین ہمارا امتحان ہوگا

کبھی وہ دن بھی آئیگا جب اپنا راج دیکھینگے ۔ جب اپنی ہی زمین ہوگی اور اپنا آسمان ہوگا

شہیدوں کی چتاؤں پر لگیں گے ہر برس میلے

وطن پر مرنیوالوں کا یہی باقی نشان ہوگا

شہیدوں کا لہو گر دیش پر پر کر تو یوں برسے

دعائے لو یہی دن میں بیچارہ ہند مادر سے ۔ یہ مونچھ ٹل نہیں سکتا جوانوں پھر بے سر سے

ملی ہوگی کسی نیشن کو آزادی مکدر سے ۔ ہوا ہوگا کسی کا راج ہم تو غم بھر تر سے

شہیدوں کا لہو گر دیش پر برسے تو یوں برسے ۔ کہ پیدا ہو نہال قومیت بھارت کے گھر گھر سے

بیچاری مادر بھارت کبھی الٹ پوچھتی کیا ہے ۔ پڑی ہے خاک پر وہ منہ ڈھکے غیرت کی چادر سے

ابھی سے اسقدر نفرت ہے ہتکڑیوں کی کنگن سے

بندھیگا ایکدن سہرا شہادت کا ترے سر سے

سُرخ چمچھلی سینگے تیری چھری جلاد کی

زیر ظلمت کیوں ہے قسمت بھارت ناشاد کی ۔ اے خدا تو خبر لے ہند کی اولاد کی

کیا یہ کچھ تقصیر کم تھی الفت دلدار کی ۔ گھر دیا اور زر دیا سر تک سے بھی امداد کی

خوبی قسمت تو دیکھو جان نثاری کے صلے ۔ جو ملے سب پر عیاں ہیں صنعتیں استاد کی

مارشل لا جیلخانہ پھانسی اور حبس دوام ۔ بندش نظر و زبان کیا کیا نہیں ایجاد کی

بلبلو کیوں منتظر ہو شفقت صیاد کی ۔ کب رسائی ہوتی ہے واں شور کی فریاد کی

اپنی ہمت اور شجاعت سے بھی تو کچھ کام لو ۔ ہے تالک تو بزدلی میں زندگی برباد کی

غرق ہوگا خود ستمگر بحرِ خونِ ہند میں
سرخ مچھلی بنکے تیرے گی چھری جلاد کی

کب تلک اب تم چھپ کے بیٹھو گے اے مہدی زمان
کچھ کسر باقی ہے اب بھی خانمان برباد کی

از جناب لالتا پرشاد صاحب اختر ایڈیٹر پریورتن سہارنپور

وطن کے نام پہ اپنا کچھ دکھا نہ سکے
وطن فروش میری ہمتیں بڑھا نہ سکے

میری فغاں مرے نالوں نے کوئے دشمن میں
لگے وہ آگ کہ پانی جسے بجھا نہ سکے

ہماری آہ میں وہ شورش قیامت ہے
کہ جسکو سطوتِ اہلِ ستم دبا نہ سکے

وہ اس سے پوچھتے ہیں وجہ بیقراری دل
جو اپنی درد بھری داستان سنا نہ سکے

خیال خاطر احباب وجہ غربت ہے
وطن کی یاد وطن میں بھی ہم بھلا نہ سکے

وہ دردِ دل پہ یہ تاکید کیا کرتے ہیں
کہ دیکھ شکوۂ بیداد لب پہ آ نہ سکے

وہ مدعی کرم بن رہے ہیں اے اختر
جو آجتک ہمیں شانِ کرم دکھا نہ سکے

ایضاً

مجھ نیم جان کے حق میں وہ دن بھی حشر زا تھا
جب عشق روح بن کر تن میں سما گیا تھا

جلوہ نے شب کے سب کو حیران کر دیا تھا
ہر ذرہ حسن فطرت کے گیت گا رہا تھا

میں تھا وطن پہ قربان میں ہوں وطن پہ قربان
وہ میرا مدعا ہے جو میرا مدعا تھا

کشتی وطن کی میرے ساحل پہ تو لگا دے
طوفان نوح میں بھی یارب تو ناخدا تھا

شمع وطن پہ مرہونے پروانہ تو لاکھوں ہان ۔ یہ اپنی آرزو تھی یہ اپنا مدعا تھا
سینہ سے جان نکلی یہ آنکھ سے نہ نکلا ۔ بیمار غم کا آنسو کس درجہ باحیا تھا
نااہل شاعری کو بدنام کر رہے ہین ۔ یہ سحر سامری تھا یہ علم فلسفہ تھا

بے دست و پا ہوئے ہم اس سلطنت مین اختر
آہون نے کیون کمی کی گر نالہ نارسا تھا

بس یہی حسرت یہی ارمان ہمارے دل مین ہے

چڑھ چلا ہے عقل کا اب پانی محفل مین ہے ۔ دیکھنا ہے یہ تماشہ کونسی منزل مین ہے
دیش پر قربان ہوتے جاؤ اے ہندیو ۔ زندگی کا راز مضمر خنجر قاتل مین ہے
ساحل مقصود پر لے چل خدارا ناخدا ۔ آج ہندوستان کی کشتی بڑی مشکل مین ہے
دور ہو اب ہند سے تاریکی بغض و حسد ۔ بس یہی حسرت یہی ارمان ہمارے دل مین ہے

بام رفعت پے چڑھا دو دیش پر ہو کر فنا
بسمل بس اتنی ہوس باقی ہمارے دل مین ہے

بچہ بچہ قوم پر مٹ جانیکو تیار رہے

سر کٹا دے آن پر سچا وہی سردار ہے ۔ زر لٹا دے جو غریبون کو وہی زردار ہے
بو نہ ہو جس گل مین اس گل سے تو بہتر خار ہے ۔ درد گر دل مین نہ ہو تو زندگی بیکار ہے
پس نہ لپسے گے جب تلک پتھر پہ سرمہ کی طرح ۔ چشم دلبر تک پہونچنا تب تلک دشوار ہے
غیر کے غم مین جلا کرتا ہے جو مثل شمع ۔ ہر بشر جی جان سے کرتا اُسیکو پیار ہے

مثل سایہ کے لگا پیچھے مرے خفیہ پولس — ہے ٹکے پیسے ملا کیا خوب جو کیدار ہے
کلرک صاحب کے پدر آفس ہیں آئے اک دن — ہیں نے پوچھا کون ہی بولے کہ تابعدار ہے
نیا بلا کا رنگ لایا ہے شہید ونکا لہو۔ — بچہ بچہ قوم پر مٹ جانے کو طیار ہے

یہ وہ نظم ہے جو اسیران لاہور عدالت مین گاتے ہین

ازرام پرشاد بسمل شہید کاکوری

بھارت نہ رہ سکیگا ہرگز غلام خانہ — آزاد ہوگا ہوگا آتا ہے وہ زمانہ
خون کھولنے لگا ہے ہندوستانیونکا — کردینگے ظالمون کا اب بند ظلم ڈھانا
قومی ترنگے جھنڈے پر جان نثار اپنی — ہندو مسیح مسلم گاتے ہین یہ ترانہ
اب بھیڑ اور بکری بنکر نہ رہ سکینگے — اس پست ہمتی کا ہوگا کہان ٹھکانہ
پرواہ اب کسے ہے جیل و دمن کی پیارو — اک کھیل ہو رہا ہے پھانسی پہ جھول جانا

بھارت کے ہم ہین بچے بھارت وطن ہمارا
اسکے ہی واسطے ہے منظور سر کٹانا

ازجانب رام پرشاد صاحب بسمل شہید کاکوری

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل مین ہے — دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل مین ہے
رہبر دے راہ محبت رہ نہ جانا راہ مین — لذت صحرا نوردی دوری منزل مین ہے
وقت آنے دے بتا دینگے تجھے اے آسمان — ہم ابھی سے کیا بتائین کیا ہمارے دل مین ہے

آج مقتل میں یہ قاتل کہہ رہا ہے بار بار — کیا تمنائے شہادت بھی کسی کے دل میں ہے

اے شہید ملک و ملت تیرے جذبوں کے نثار — تیری قربانی کا چرچا غیر کی محفل میں ہے

اب نہ اگلے ولولے ہیں اور نہ ارمانوں کی بھیڑ

ایک مٹ جانے کی حسرت اب دل بسمل میں ہے

ہماری دوکان سے مفصل ذیل کتب مل سکتی ہیں

انقلاب زندہ باد کی لہر ..	١ر	ہری دھوم	٣ر
کانگریس پشپا نجلی	٣ر	پھولوں کی مالا	١ر
حقیقت رائے مصنفہ کشن چند زیبا	عہ ر	کتھا سروَن کمار	١ر
ہنومان سنگیت مصنفہ ؍؍	عہ ر	ویریا ایک حقیقت رائے	٠ر
دم دار ستارا	١٣ر	راج رشی	عہ ر
گنگا وترن	١٠ر	دل کی پھانس ..	عہ ر

اسکے بعد (جوش ہند) چھپ کر طیار ہونیوالا ہے ناظرین انتظار فرمادیں اس کتاب کا پہلا حصہ انقلاب زندہ باد کی لہر عرف طوفان ہند ضرور پڑھیں اسکے بعد سوراج کی پہلی سیڑھی چھپ کر طیار ہونیوالی ہے

ضرور پڑھیں

(ملنے کا پتہ) بھائی کشوری شاد سیٹھ بک سیلرز اینڈ پبلیشرز۔ بازار دینا ناتھ سہارنپور